عزیز اللہ بوہیو (0300-2663651)

مرد اور عورت کی برابری

(پنجاب اسمبلی کے بل کے حوالہ سے لکھا گیا یہ مضمون)

غالباً چوبیس یا پچیس فروری 6 201ع کو پنجاب اسمبلی نے عورتوں کو مردوں سے حقوق خانہ داری وغیرہ کے امور میں برابری کا بل پاس کیا جس پر ملک کی مذہبی پیشوائیت سیخ وپا ہوکر بھڑک اٹھی ہمیں انتظار رہا کہ علمبرداران مذہب کی جانب سے عورت کےنیچ ہونے اور مرد کے اونچ ہونے کا کوئی شرعی دلیل سامنے لے آئیں گے، لیکن وہ تاہنوز سامنے نہیں لاسکے، اس دوران مجھ سے میرے کئی متعلقین نے اس مسئلہ کے بارے میں سوالات کئے کہ مرد اور عورت کے مراتب میں دین اسلام کا کیا موقف ہے؟ میرے سامنے آیات قرآن حکیم وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً (17-70) اور دوسری آیت کریمہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (49-19) میں کرامت کے لحاظ سے مرد اور عورت کا مساویانہ ذکر ہے بلکہ آیت دوم اِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ میں تقوی کے لحاظ سے جو بڑھ چڑھ کر آگے بڑھیگا وہ اللہ کے ہاں بڑا درجہ پائیگا اس آیت کریمہ نے تو میدان عمل میں ایک دوسرے سے گوء لینے بازی لینے پر ہی کرامت اور فضیلت کو موقوف بنایا یعنی استحقاق فضیلت کوئی نوع مرد یا نوع عورت کے ساتھ نتھی اور منسلک نہیں ہے بلکہِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ کا خلاصہ یہ ہے کہ :

یہ بزم مئے ہے یہاں کو تاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھائے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

اور جو آیت کریمہ (2-228) میں وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكُيمٌ فرمایا گیا ہے کہ مرد لوگ عورتوں پر ایک درجہ ایک ڈگری اوپر رکھتے ہیں یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ نے درجہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے کرامت یا فضیلت کا لفظ نہیں فرمایا اسکا سبب بھی اسی آیت میں اللہ نے سمجھایا ہے کہ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوَءٍ یعنی عورت کو طلاق ملنے کے بعد دوسری شادی کرنے کیلئے تین ماہواریاں انتظار کرنا ہوگا جو کہ یہ بات مردوں کیلئے نہیں ہے یعنی بس یہی ایک درجہ یا رعایت ہے مرد کیلئے جو عورت کو نہیں دی گئی۔ اس سے مراد کوئی فضیلت نہیں کیونکہ فضیلت کیلئے خود قرآن حکیم نے اتقاکم کا شرط رکھا ہے (49-19) ۔

قارئین لوگ! مرد کودئے ہوئے عورت کے اوپر اس درجہ اور رعایت پر غور کریں گے تو مرد ممنون اور زیر احسان بنتا ہے عورت کا وہ اسطرح کہ اللہ نے جو قانون بنایا کہ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ (5-33) یعنی اولاد کو نسلوں کو انکے آباء (باپوں) کے حوالہ سے پکارا کرو یہی انصاف بھرا اصول ہے اللہ کے ہاں تو عورت کو جو طلاق کے

بعد یا شوہر کے مرجانے کے بعد دوسری شادی اور دوسرا شوہر کرنے سے پہلے تین ماہواریاں یا وضع حمل تک عدت یعنی انتظار کرنا ہے تو یہ انتظار کرنا مرد کے فائدے میں جاتا ہے جس سے اسکی موہوم اور متوقع نسل بیج کے لحاظ سے دوسرے شوہر کی ملاوٹ سے کہیں اسکے نام سے منسوب نہ ہوجائے، طلاق کے بعد مرد کو دوسری شادی کیلئے انتظار نہیں کرنا پڑتا یہ صرف عورت کو انتظار کرنا ہے تو عورت کا یہ انتظار بھی مرد کے اوپر احسان ہوا جو اسکے نسل کو اور خانوادہ کو غیر کا ہونے نہیں دیا ، بہرحال پھر بھی اللہ نے فرمایا کہ عورت کو طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے فی الفور بغیر عدت میں بیٹھے شادی کی اجازت نہیں ہے اور مرد کو دوسری شادی کیلئے عورت کی طرح عدت میں رہنے کی کوئی پابندی نہیں ہے ، اللہ کے اس قانون کہ مرد کے اوپر پہلی بیوی کو طلاق دینے کے بعد فی الفور دوسری شادی کی بغیر عدت میں رہنے کے اجازت ہے۔

نارمل حالات میں مرد کو ایک بیوی سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں ہے

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نارمل حالات میں سوا ء لڑائیوں وغیرہ کی وجہ سے اگر مرد لوگ زیادہ تعداد میں قتل ہوگئے ہوں اور عورتوں کے بیوہ اور بے سہارا ہونے کی بہتات ہوگئی ہو، اسکے سواء عام حالات میں ایک مرد کو ایک بیوی سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں ہے اللہ کے اس قانون کی تائید سورت النساء کی آیت نمبر (20) میں اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ سے بھی ہوتی ہے اس گذارش کا مطلب کہ آیت کریمہ (228-2) میں وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ سے عورتوں اور مردوں کے حقوق کی برابری کا کھلم کھلا اعلان ہے اور اگلے جملہ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ میں مردوں کو عدت نہ کرنے کی جورعایت دی گئی ہے اس رعایت میں ان کی کوئی کردار والی فضیلت عورتوں کے اوپر ثابت نہیں ہوتی مرد کے مقابلہ میں عورت پر تین ماہواریوں کے انتظار کی ذمہ داری سے عورت کا بھی مرد کی اوپر احسان ثابت ہوتا ہےجو اسکی متوقع نسل غیر کی طرف منسوب ہونے سے بچ جاتی ہے اور غیر کے نطفہ کی ملاوٹ سے بچ کر خالص اپنے اصل باپ کی رہ جاتی ہے سو اگر عورت پر طلاق یا شوہر کی فوتگی کی صورت میں عدت کا حکم نہ رکھا جاتا تو مرد کے متوقع اولاد پر پسر غیر ہونے کی گالی آجاتی جو عورت کے تین ماہ انتظار کرنے سے نہ آسکی۔

مذاہب عالم نے عورت کو مرد کے مقابلہ میں خسیس اور کمتر قرار دیا ہوا ہے جو کہ انکا یہ نظریہ اللہ کے دئے ہوئے علم وحی یعنی قرآن کے دین اور شریعت کے سراسر خلاف ہے مسلم امت قریش کے دور حکومت 133ھ کے بعد سے اپنا قانون بجاء قرآن کے اتحاد ثلاثہ (یہود مجوس ونصاری) کے بنائے ہوئے علم حدیث کو قرار دے بیٹھی ہے اس بات کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ قرآن نے عورت اور مرد کو درجہ میں سواء عدت کے برابر کا قرار دیا ہوا ہے (228-2) (70-17) (13-49) جبکہ علم حدیث کے نام چڑھے کتاب بخاری میں ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزوں میں (الشوم) برائی ہے

ایک گھوڑے میں دوسری عورت میں تیسری گھر میں لوگ سوچیں کہ مذکورہ اتحاد ثلاثہ کے دشمنان اسلام نےامت کو کیا تو تعلیم دی ہے یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب میں لائی ہے باب لاعدوی کے اندر اور باب کا نمبر 449 ہے۔

جناب قارئین! عورت کی تذلیل میں علم حدیث کی ان گنت روایات ہیں سب کا احاطہ مشکل ہے۔امام بخاری نے اپنی کتاب میں ایک کتاب بنائی ہے کتاب الحیل کے نام سے الحیل جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد ہے حیلہ ۔ اور حیلہ کرنے کی معنی ہے کہ حیلے کے ذریعہ سے حرام کو حلال قرار دیا جائے اور ناجائز کام کو جائز قرار دیا جائے امام بخاری نے اپنی اس کتاب میں 27 حدیثیں ذکر کی ہیں۔ میں یہاں ان میں سے صرف ایک حدیث ذکر کرتاہوں حدیث کا نمبر ہے 1856 حدیث کے پہلے حصہ میں ہے کہ سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ کنواری عورت کا نکاح کیلئے اجازت دینا کیسے سمجھاجائے تو جواب میں فرمایا کہ کنواری دلہن کا چپ کرنا ہی اسکا اذن اور اجازت ہے۔

جناب قارئین! دیکھا آپنے امام بخاری اور اسکے استادوں کا جناب رسول علیہ السلام پر جھوٹ باندھنا وہ اسطرح کہ قرآن حکیم توفرماتا ہے کہ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا (21-4) یعنی تمہاری بیوییں تم سے نکاح کے وقت میثاق غلیظ لے چکی ہیں یعنی پکا عہدنامہ لے چکی ہیں اب کوئی بتائے کہ پکا عہدنامہ اور میثاق غلیظ پکی ایگریمینٹ کوئی چپ رہنے سے ہوسکتی ہے کیا تو یہ حدیثیں بنانے میں ان اماموں نے قرآن اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ دجل اور فراڈ کیا ہے!!!

جناب قارئین! اسی حدیث کا ہی حصہ دوم ہے جو قال بعض الناس کے جملہ سے امام بخاری نے بنایا ہے کہ اگر کنواری دلہن نے نکاح کی اجازت نہ دی ہو اور نہ ہی اسوجہ سے اس سے کوئی شادی کرسکاہو ،لیکن کسی شخص نے حیلہ کرکے دوعدد جھوٹے گواہ قائم کرکے ان سے شاہدی دلائی کہ اسنے اپنی رضاسے اسکے ساتھ شادی کی ہے پھر ایسی فرضی شاہدی پر قاضی نے نکاح کو ثابت قرار دیا۔ جبکہ شوہر جانتا بھی تھا کہ میں نے جھوٹے شاہد پیش کئے ہیں اس پر حدیث بنانے والے لکھتے ہیں کہ فلاباس ان یطاھا وھو تزویج صحیح یعنی جھوٹی شھادتوں کے باوجود کوئی حرج نہیں اس عورت کے ساتھ جماع کرنے میں ایسی شادی درست ہے۔

محترم قارئین!قرآن حکیم کی جانب سے دئے ہوئے سمجھائے ہوئے اسلام میں آپنے دیکھا کہ مرد و عورت دونوں برابر ہیں (70-17) لیکن علم حدیث کے بتائے ہوئے اسلام میں عورت کی قدم قدم پر تذلیل ہے جس میں کہا گیا ہےکہ وہ دین میں بھی ناقص ہے اس لحاظ سے کہ ماہواری کے دنوں میں نماز اسپر معاف ہے جس نماز کا سارے قرآن میں کہیں بھی ذکر ہی نہیں ہے،اسلئے یہ اس کے دین کا نقصان ہے اور عورت کو عقل میں بھی علم حدیث والوں نے ناقص قرار دیا ہے جبکہ قرآن نے ملکہ سبا کی تعریف کی ہے (27-29) (27-35) کہ وہ کتنی تو مردوں کے مقابلہ میں دانشور تھی جو ملکہ سبا کی پیش گوئی سچی نکلی (27-34) اور اسکے مرد مشیروں کی ڈینگیں جھوٹی ثابت ہوئیں (27-33)۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے لندن سے سلمان رشدی نے ایک کتاب بنام شیطانی آیتیں شائع کی تھی جس کے خلاف دنیا بھر کی حدیث پرست مذہبی جماعتوں نے احتجاج کیا لیکن ہم سمجھ نہ سکے کہ احتجاج کا پس منظر کیا تھا وہ اس لئے کہ اسکے ناول قسم کی کتاب کی گرائونڈ بخاری کی اس حدیث پر تھی کہ عن انس قال قال عمر رضی اللہ عنہ قلت یارسول اللہ یدخل علیک البرو الفاجر فلوامرت امہات المؤمنین بالحجاب فانزل اللہ آیت الحجاب۔ حدیث نمبر 1900 باب 3-8۔
کتاب التفسیر سورت الاحزاب۔ یعنی انس نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے کہا یارسول اللہ آپکے ہاں نیک اور بدکار قسم کے لوگ داخل ہوتے رہتے ہیں اس لئے کیوں نہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دیں، پھر اللہ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔
اب غور کیا جائے کہ اس جھوٹی حدیث میں تو جناب رسول علیہ السلام کو امام بخاری نے گالی دی ہے کہ آپ کے گھر میں ہر قسم کے نیک فاسق فاجر لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اب کوئی بتائے کہ جس خاتم الانبیاء علیہ السلام جیسی ہستی کا مقام اخلاق اللہ عزوجل اپنی کتاب قرآن میں خود بتائے کہ وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ (4-68) آپ اخلاقیات کے بلند مقام پر فائز ہیں اس ہستی کو مجوسی امام بخاری جھوٹی اور بناوٹی حدیث میں اس کے جان نثار ساتھی سے کہلوائے کہ آپ کے گھر میں نیکوں کے ساتھ بدکار لوگ بھی آتے ہیں سلمان رشدی نے اپنی کتاب کانام کیا رکھا کیوں رکھا لیکن میں امام بخاری کی اس حدیث کو توہین رسول کی وجہ سے ضرور شیطانی قرار دیتا ہوں اس لئے کہ ہمارے رسول کے شان میں خود رب ذوالجلال نے شاہدی دی ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (21-33) یعنی یقین کے ساتھ تمھارے لئے اللہ کے رسول میں ایک حسین اور زیبائش والا نمونہ ہے اب ایسے بلند کردار کے مالک رسول اور نبی کے شان کے خلاف ازبکستان و بخارا کا کوئی آتش پرست امام کہے کہ نبی کے گھر میں ہر قسم کے فاسق فاجر اور نیک وغیرہ قسم کے لوگ آتے جاتے رہتے تھے تو کوئی بتائے کہ کیا ایسے اماموں کی ایسی حدیثیں قرآن دشمن نہیں ہیں؟!!!
جناب قارئین! شروع مضمون میں ،میں نے عرض کیا کہ سواء علم وحی کے مذاہب عالم کے جملہ پیشوا لوگ مردوں کے مقابلہ میں ہر وقت عورتوں کی توہین کے درپئے رہے ہیں اور دین اسلام کا جو واحد مأخذقرآن حکیم ہے اسکی کتاب سے عورتوں اور مردوں کے برابری سے متعلق دلائل پیش کرکے آیاہوں اور نہایت اختصار کے ساتھ خلاف قرآن بنائی ہوئی علم حدیث کی وہ روایات بھی بطور نمونہ پیش کرچکاہوں جو عورتوں کی تذلیل کرتی ہیں اب میں جاہل لوگوں کے ان اعتراضات کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں جو دعوی کرتے ہیں کہ عورت کے خسیس اور کمتر ہونے کا ثبوت قرآن کے اندرموجود ہے، ایسے لوگ عورت کے کمتر درجہ میں ہونے کا ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ ورثہ کے مال متروکہ کی تقسیم کیلئے اولاد کے اندر قرآن نے یہ فرمایا ہے کہ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ (11-4) یعنی اللہ جل شانہ آپکو وصیت کرتا ہے کہ اپنے اولاد کے اندر تقسیم ترکہ اسطرح کرو جو ایک بیٹے کو دوبہنوں کے برابر حصہ دو۔

جناب قارئین! ظاہر بین حضرات کے آنکھوں پر علم حدیث کی پیٹیاں چڑھی ہوئی ہیں جو انہوں نے تھوڑا سا آگے آیت کریمہ (4-20) کو غور سے پڑھا ہی نہیں جس کے اندر حکم دیا ہوا ہے کہ وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلاَ تَأْخُذُواْ مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً (4-20) یعنی جس وقت تم لوگ ایک بیوی کی جگہ بدلہ میں کوئی دوسری بیوی لانا چاہتے ہو اور تم پہلی والی بیویوں میں سے ہر ایک کو سونے چاندی کا نکاح کے مہر میں ڈھیر بھی دے چکے ہو تو وہ ان سے نہ لو۔

اب محترم قارئین! غور فرمائیں کہ اللہ نے قرآن حکیم کی آیت نمبر (4-11) میں بھائی کو دوعدد بہنوں کے برابر ورثہ کا مال دلایا اور نو آیات آگے چلکر یعنی بیسویں آیت کے اندر فرمایا کہ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا (4-20) یعنی باپ کے ورثہ سے جو بیٹے نے بہن کے مقابلہ میں دوگنا حصہ لیا ہے اب وہ جو کسی کی بیٹی سے شادی کر رہا ہے تو ورثہ میں لیا ہوا بہن سے زائد حصہ اپنی بیوی کو نکاح کے مہر میں دے دے اور جب اسکی بہن جسکو باپ کی طرف سے ورثہ میں بھائی کے مقابلہ میں ایک گنا حصہ کم ملاتھا تو اب یہ لڑکی اپنی شادی کے وقت اپنے ہونے والے شوہر سے نکاح کے مہر میں سونے چاندی کا ڈھیر وصول کرے تاکہ باپ کے ورثہ کے مال متروکہ سے جو اسے اپنے بھائی کے حصہ کے مقابلہ میں جو آدھا ملاتھا اب اسکے دلہن بننے کے وقت اسکا ازالہ ہوگیا، اگر کوئی سوال کرے کہ عورت کو باپ کے ورثہ سے بھائی کے مقابلہ میں جو کم ملا اعتراض اس کمتی پر ہے، سو قرآن کا جواب یہ ہے کہ ہمارا اصول ہے رزق میں برابری کا (10-41) اس سے بے نیاز ہوکر کہ کہاں سے ملا باپ سے ملتا ہے یا شوہر سے یا اپنی محنت سے سو تم انسان لوگ میرے اس قانون کو کیوں بھول جاتے ہو کہ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً (2-213) اگر تم نے اس قانون کو بھلایا ہے میں نے تو نہیں بھلایا یعنی مسایانہ رزق وروزی کی کفالت مقصود ہے پھر وہ باپ کی طرف سے ہو یا شوہر کی طرف سے۔ مناسب سمجھتاہوں بلکہ ضروری بھی سمجھتاہوں کہ لوگوں کا قرآن کی طرف یہ گمان کیوں گیا کہ اس میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں یعنی بہن کو بھائی کے مقابلہ میں حصہ کیوں کم دیا گیا چہ جائے کہ نوعدد آگے کی آیت میں مہر کی رقم اسے سونے چاندی کا ڈھیر دینے کی بات سے بھائی کو بہن سے دوگنا دینے کے اعتراض اور شبہ کا جواب ملجاتا ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ دشمنان اسلام یہود مجوس ونصاری کے اتحاد ثلاثہ کی جانب سے فرستادہ اماموں کی بائیبل اور زند اوستائی فلسفہ کی خلاف قرآن احادیث میں عورت کو شادی کے وقت مہر دینے کیلئے امام بخاری نے حدیث لائی ہے کسی بھی قسم کے چھلے اور مندری دینے سے مہر کی ادائگی ہوجاتی ہے یا اگر دولہے کو کچھ سورتیں قرآن کی یادہوں تو وہ بھی دلہن کیلئے مہر کا بدل بنجاتی ہیں اور اہل سنت کے فقہ ساز اماموں نے (10) دس درہم یعنی ڈھائی روپیہ مہر میں دینے کو کافی سمجھاہے اور جعفری فقہ میں کم سے کم پانچ سودرہم یعنی سوا سو روپیہ مہر میں دینا کافی قرار دیا ہے سو ایسی امامی خرافات کیوجہ سے لوگوں کا ذہن قرآن کے دلائے ہوئے مہر سونے چاندی کے ڈھیر سے ہٹ گیا ہے۔

محترم قارئین! غور فرماتے چلیں کہ قرآن نے عورتوں کو شادی کے مہر میں سونے چاندی کا ڈھیر دلایا ہے (20-4) اور اتحاد ثلاثہ کی دنیا سے بھیجے گئے اماموں نے اپنی کتاب بائبل میں عورت کی تذلیل والی فلاسفی کے مطابق امت مسلمہ کے سرپر ایسی حدیثیں بناکر ماری ہیں جو کیا بتایا جائے کہ جناب خاتم الانبیاءعلیہ السلام کے اسم گرامی سے معراج کے نام سے جو قصے گھڑے گئے ہیں کہ اس سفر میں جناب رسول کو جنت اور جہنم کی سیر کرائی گئی جس میں رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنم میں مردوں کے مقابلہ میں عورتیں زیادہ تھیں سو چا جائے کہ جس معراج کا قرآن حکیم میں کہیں بھی ذکر نہیں یعنی واقعہ معراج ہواہی نہیں ہے کیونکہ اس کو اگر مانیں گے تو اللہ عزوجل کیلئے مکان اور جہت ثابت ہوجائیگی جس کا کہ قرآن انکار کرتا ہے نیز اللہ کے ہر جگہ موجود ہونے اور حاضر وناظر ہونے کا بھی انکار ہوجائیگا اور اللہ کیلئے جو معراج کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ جناب رسول نے عرش پر اللہ کی زیارت بھی کی ہے اس کا بھی قرآن سے ثبوت نہیں ملتا حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 115 اورسورت الاعراف آیت 143 سورت الشوری آیت نمبر 11- نیز جنت اور جہنم کا فی الفور اس دور اور حاضر زمانہ میں کوئی وجود نہیں ہے جنت اور جہنم تو اس دنیا کے لوگوں کا مرنے کے بعد والبعث بعد الموت کے بعد آخرت کے جہان سے تعلق ہے، تو پھر جو چیز موجود ہی نہیں ہے اس کے لئے ایسے مشاہدے کیوں کر؟!!!

از روء قرآن یکطرفہ اکیلے مرد کو طلاق دینے کا اختیار نہیں

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُواْ حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلاَحًا يُوَفِّقِ اللّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا(35-4) اس آیت کریمہ میں بیوی اور شوہر کی آپس میں جدا ہونے کے اندیشہ پر قرآن نے دونوں کے اصلاح اور فیصلہ کیلئے یکسان فارمولا بتایا ہے کہ دونوں کہ اہل میں سے جدا جدا دور کنی عدالتی کمیٹی بنائی جائے جو اصلاح احوال کا فیصلہ کریگی علاوہ اس آیت کریمہ کے جو سورۃ طلاق میں خطاب ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (1-65) یعنی ای نبی جب آپ کے لوگ عورتوں کو طلاق دیں تو ان کو عدت کا لحاظ رکھتے ہوئے طلاق دلائو اس مقام پر غور کیا جائے کہ خطاب جناب نبی علیہ السلام کو کیا گیا ہے جسکی معنی ہے کہ نبی علیہ السلام ہر گورنمنٹ کا سر نیم ہیں نبی کو خطاب کی معنی ہے ہر دور ہر زمانہ اور ہر وقت کی حکومت اور حکمران کو خطاب مطلب کہ یہ خطاب ہر حکومت کو ہے کہ عورتوں کو طلاق دلاتے وقت عدت کا حساب رکھا کرو، پھر جب طلاق کا اجل پورا ہوجائے تو ان کے پہلے شوہروں کے پاس دوبارہ رکھنے یا مستقل علحدہ ہوجانے کی صورتوں میں دوعادل شاہدوں کے ذریعے اس قضیہ کا رکارڈ رکھا کرو (2-65)۔

محترم قارئین! امید ہے کہ قرآن کی ان دوآیات سے سمجھ گئے ہونگے کہ شوہر اکیلے طور پر بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا اور طلاق بھی نکاح کی طرح ہے جو طرفین کی رضا سے شاہدوں کے ذریعے عدالتی رکارڈ میں رجسٹر کرانی ہوگی جبکہ علم احادیث اور امامی فقہوں میں یکطرفہ طلاق کا اختیار خلاف قرآن صرف مردوں کو دلایا ہوا ہے

جس سے ثابت ہوا کہ علم احادیث اور امامی فقہیں رد قرآن کی خاطر یہود مجوس اور نصاریٰ نے ایجاد کرائی ہوئی ہیں۔

قرآن میں اصولی طور پر ایک عورت کی شاہدی ایک مرد کے برابر ہے

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاء إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ۔ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَيَدْرَأُ۔ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ۔ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ(6-7-8-9-24) ان آیات کا ترجمہ ہر شخص اپنے گھروں میں موجود باترجمہ قرآن کھول کر پڑھے پھر غور کرے اور دیکھے کہ قرآن جو شاہدی کا بیان اکیلے شوہر سے لے رہا ہےانہی الفاظ کا بیان شاہدی میں اس کی اکیلی بیوی کا بھی قبول کر رہا ہے۔

عورتوں پر علم روایات اور فقہ میں کم عقلی کا الزام

علماء روایات اور فقہ نے قرآن حکیم کی آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلاَ يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ وَلاَ يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لاَ يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى (2-282) سے اپنافقہ بنایا ہے کہ قرآن حکیم نے اس آیت کریمہ میں قرضہ کی لین دین کی لکھت کے وقت دوشاہدوں کی شاہدی کو ضروری قرار دیا ہے اور جب دو مرد شاہد نہ مل سکتے ہوں تو ایک مرد اور دوعدد عورتوں کی شاہدی کو ایک مرد کی شاہدی کے برابر قرا ر دیا ہے اس مقام پر مترجمیں قرآن نے آیت کریمہ کے اگلے جملہ أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى سے عورت کی کم عقلی پر استدلال کیا ہے جوکہ سراسر غلط ہے لفظ تضل کی کئی معنائیں بھول چوک، بے خبری، لاعلمی، پادانستگی سرگردان پریشان وغیرہ بھی آئی ہیں، یہ لفظ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر مردوں کیلئے بھی استعمال ہوا ہے حتی کہ جناب خاتم الانبیاء اور موسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی استعمال ہوا ہے بحوالہ (7-93) (26-20) اور جناب یعقوب علیہ السلام سے متعلق انکے بیٹوں کا اس کے بارے میں إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍ کہنا (8-12) (95-12) مطلب کہ یہ عورت دشمن مذہبی مافیا کا قرآن سے غلط استدلال ہے ورنہ قرآن نے تو شہادت کیلئے ایک مرد کے ساتھ شاہدی کے معاملہ میں دوعورتوں کے میسر کرنے میں عورتوں کے ساتھ رعایت کی ہے جو رعایت بتائی بھی کہ فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى یعنی ایک عورت دوسری کو یاد دلائے اور یاداشت کی ضرورت صرف عورت کو نہیں ہوتی بلکہ مردوں کے نسیاں اور بھولپنے کا ذکر بھی قرآن حکیم نے کئی مقامات پر کیا ہے بلکہ قرآن حکیم نے وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (20-115) فرماکر جملہ مردوں کی یادداشت میں کمزوری بتاکر الٹا وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا کے رمارک سے انکو قول وقرار میں کچا بھی کہدیا۔

قرآن حکیم کی معنائوں میں خیانت اور بددیانتی امامی علوم کے علمبرداروں کا پسندیدہ شغل رہا ہے میں نے جو مترجمین قرآن کی اکثریت کی شکایت کی کہ وہ اپنے تراجم میں ڈنڈی مارکر قرآن کو اپنی گھڑی ہوئی روایات اور فقہوں کے تابع بنادیتے ہیں مثال کے طور پر قرآن حکیم نے جو جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام پر اس کے دور حکمرانی سے لیکر مستقبل کیلئے غلام سازی اور لونڈیں بناکر رکھنے کی پابندی عائد فرمائی (8-67) (4-47) اور قبل اسلام زمانہ کے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کے لئے عدالتی سزاؤں کے بہانوں سے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کے کئی قوانین بتائے جیسے کہ ایک تحریک چلادی جس میں ایک یہ بھی حکم دیا گیا کہ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ (24-33) یعنی جو غلام آپ کی ملکیت میں ہیں اگر وہ آپ سے کوئی لکھت، پرمنٹ یا عہدنامہ اپنی آزادی کی خاطرلکھوانا چاہیں تو آپ لوگ ان کو ان کے مطالبہ کے موافق ایسی تحریر لکھ کردو اگر آپ ان کے آزاد ہونے کے بعد ان میں خیر کی امید سمجھتے ہوں، یعنی یہ یقین ہوکہ یہ آزاد ہوکر کوئی چوری ڈاکہ نہیں ماریں گے اور ذمہ دار شہری بن کر رہیں گے تو ایسے غلام لوگوں کو نہ صرف آزادی کی تحریر لکھ کر دو بلکہ اس کو آپ اللہ کی طرف سے دئے ہوئے اپنے مال میں سے کچھ رقم اور ملکیت بھی ان کو دو جس سے وہ جاکر کوئی روزگار کر سکیں اور اپنی مالی خود کفالت کرپائیں۔ اب قارئین لوگ اپنے گھروں میں موجود باترجمہ قرآن یا تفسیر بالرروایات پڑھکر دیکھیں کہ اس آیت کریمہ (24-33) کے ترجمہ میں کئی مترجمین اور مفسرین نے یہ خیانت کی ہے کہ اگر کوئی غلام آپ سے آزاد ہونے کی تحریر مانگے تو الٹا آپ ان سے پیسے لیکر پھر کوئی آزادی کی چٹھی انہیں دیں -

محترم قارئین! میرا اس مضمون لکھنے سے مطلب تو یہ ہے کہ تقریباً بنوعباس کے دور حکومت سے لیکر تادم تحریر قرآن دشمن سہ فریقی اتحاد یعنی یہود مجوس اور نصاریٰ کا امت مسلمہ کی حکومتوں میں ان کے والے تالمودی زنداویستائی اور بائیبل کی فلاسفی کے تحت امامی علوم سے تیار کردہ جو مذہبی پیشوائیت ہمارے ماتھے میں لگی ہوئی ہے ان کی علمیت کا پول واکر کے انکا شجرہ ظاہر کرسکوں جس کے بعد پنجاب اسمبلی کی طرف سے عورتوں کیلئے مردوں کے ساتھ برابری کے حقوق والے بل کے خلاف ان کی واویلا سمجھنے میں آسانی ہوگی یہاں تک قرآن پر الزام کہ اس نے بیٹی کو بیٹے کے مقابلہ میں ورثہ کا آدھا حصہ دلایا ہے اور ایک مرد کی شاہدی کو دوعورتوں کی شاہدی کے برابر قرار دینے کے الزام سے عورت کے عقل میں مرد سے کم ہونے کے جوابات دئے جاچکے علاوہ ازین ایمرجسنی کے مرحلے جنمیں جنگوں اور لڑائیوں میں جب بے تحاشا مرد لوگ قتل ہوچکے ہوں اور معاشرہ میں عورتوں کے بیواہ اور بے سہارا ہونے کی بہتات ہوچکی ہو ۔ نیز مردوں کے قتل عام ہوجانے کی وجہ سے نسلی خاتمہ کا بھی اندیشہ ہوچکا ہو تو ان جملہ کیفیات کا لحاظ رکھتے ہوئے قرآن حکیم نے جو ایک سے زائد بیویوں سے نکاح کی چار عدد تک اجازت دی ہے اس کے لئے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تُقْسِطُواْ فِي الْيَتَامَى (3-4) کا جملہ استعمال کیا ہے اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ اجازت عورتوں کے

اندر یتامی اور بے سہارا ہوجانے کی حالت کے ساتھ مشروط ہے یعنی عام حالات میں ایک سے زائد بیویوں کی اجازت نہیں ہے اسی قانون کی تائید آیت کریمہ وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلاَ تَأْخُذُواْ مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً (20-4) سے ہوتی ہے یعنی ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی کی خواہش ہوجائے تو دونوں کو یکجا رکھنے کے بجاء بدلنا ہوگا یعنی ایک کی جگہ دوسری کی تو اجازت ہے لیکن ایک ساتھ دوسری بیوی نہیں رکھی جا سکتی۔ اگر دوعدد بیویاں رکھنے کی اجازت ہوتی تو قرآن استبدال کا لفظ استعمال نہ فرماتا اور ایسی تبدیلی کیلئے قرآن حکیم کا باب استفعال پر لفظ بدل کر لانے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی بھی پہلی بیوی کی اجازت سے ہوگی اس کی اجازت کے بغیر یہ کام سرانجام نہیں پاسکے گا۔ جاننا چاہیے کہ باب استفعال کی خاصیت میں طلب مطالبہ اور اجازت مانگنے کی معنی موجود ہے اگر خالی ایک بیوی کی جگہ بغیر اس کی اجازت کے دوسری بیوی بدلنے کا معاملہ ہوتا تو قرآن میں عبارت اس طرح ہوتی کہ ان اردتم تبدیل زوج مکان زوج سو باب تفعیل کی جگہ اللہ نے اس تبادلہ کو با ب استفعال پر لاکر گویا یہ بھی سمجھادیا کہ عورت بھی ایک بااختیار پرسنلٹی ہے جو مرد کے برابر امور از دواجیت میں پاور شیئر کی پارٹنر ہے۔

شادی کے لئے عمر کی حد

قرآن حکیم نے بلوغت کے لئے بلوغت جسمانی اور فکری و شعوری دونوں کو لازم قرار دیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بلوغت جسمانی عمر کے لحاظ سے پہلے آتی ہے اور بلوغت ذہنی اور فکری کو جسمانی بلوغت سے زیادہ عرصہ درکار ہوتا ہے اگرچہ ان دونوں بلوغتوں کا تعلق متعلقہ تربیتوں کےساتھ بھی ہے، پھر بھی جسمانی بلوغت سے متعلقہ تربیت جس کا تعلق صحت مند غذائوں سے ہے وہ لامحالہ وقت کے ساتھ رواں دواں رہتی ہے جبکہ قرآن حکیم نے شادی و نکاح کیلئے اس اکیلی جسمانی بلوغت کو کافی قرار نہیں دیا اور جب قرآن نے یتیم کی بلوغت والی حد عمر کو نکاح والی حد عمر کے ساتھ نتھی کرتے ہوئے آگے یہ بھی بتایا ہے کہ یتیم کو اسکے ورثہ کا مال اس وقت حوالے کرو جب پرکھیں آپ ان کی ذہنی رشد اور بلوغت کو پھر حوالے کریں اسے اموال اسکے(6-4) یہاں معاشروں کے جج اور قاضی حضرات کو سوچنا چاہیے کہ انسان کی اہمیت مال کے مقابلہ میں زیادہ ہے سو جب قرآن نے یتیم کو اسکا مال حوالے کرنے کیلئے اس کی عمر نکاح کی عمر (جسمانی بلوغت)سمجھاتے ہوئے ساتھ ساتھ ذہنی رشد کو بھی لازم قرار دیا تو گویا یہ بھی سمجھادیا کہ پاگلوں کو شادی نہ کرایا کرو جو وہ عورتوں کے حقوق زوجیت کی پاس خاطری نہیں کر سکیں گے انسان کی اہمیت مال دولت کے مقابلہ میں زیادہ مقصود ہے اب جسمانی بلوغت اور پختگی کی عمر اگر ڈاکٹر بتائیں گے تو ذہنی رشد کے لئے درکار عرصہ لازمی طور پر اس سے دوگنے عرصہ کی عمر کا متقاضی ہوگا، یعنی اگر جسمانی بلوغت کی پکی عمر اٹھارہ سال قرار دی جائے تو اسکے ساتھ ذہنی رشد کو بلوغت کیلئے درکار عرصہ کو اسکے ساتھ ملاکر شادی کی عمر طئے کرنی ہوگی قرآن حکیم نے نکاح کی عمرسال وائز کرکے معین وقت اس لئے نہیں بتایا کہ ذہنی رشد کی تقاضائیں متفرق ہوتی ہیں کسی کو ڈاکٹر بننا ہے کسی کو انجنیئر بننا ہے کسی کو تاجر بننا

ہے کسی کو کسان بننا ہے کسی کو چوپائے ڈنگر چرانے ہیں کسی کو حمالی اور ہیلپر بننا ہے ہر ایک فن کا رشد اپنا اپنا ہے یہاں میں سماجی معاشرت کی تعلیم کے اساتذہ کے لئے یہ بھی بتاتا چلوں کہ دنیا میں انقلابات لانے کے لئے باطل کے ساتھ ٹکر کھاکر اصلاحی حکومت قائم کرنے کے بعد حکمران بننے کی عمر کی حد یہ قرآن نے چالیس سال بتائی ہے یعنی حکومت کا سربراہ رہنے کے لئے اتنی عمر شرط ہے (46-15) جو یہ عمر نبوت ملنے کی بھی ہے (12-22) (28-14) اور نبی کے لئے انقلاب لاکر یعنی زمانے کی باطل پیشوائیت سے ٹکر کھاکر اسے شکست دیکر اسکی جگہ فلاحی حکومت قائم کرکے اسکا حکمران بھی خود بننا ہے بحوالہ (21-79) (12-22) مطلب کہ سوشیلاجی یا دیگر فنون میں ماسٹر بننے کے بعد تجربات کو ملاکر چوبیس بچیس سال تک شادی کی عمر ہوجاتی ہے سو قرآن حکیم نے شادی کے لئے مقرر سال اس لئے نہیں بتائے کہ آپ لوگ خود عمر کے لئے جسمانی پختگی اور شعور کے رشد کو پرکھیں جو تربیت کے انتظامات کے حوالوں سے آگے پیچھے ہوسکتی ہے اور وہ اتنا بھی نہیں جو جسطرح امامی خرافاتی روایات کے علم میں جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی ایک فرضی لڑکی عائشہ بنت ابی بکر کے ساتھ اسکی چھ سال کی عمر میں خلاف قرآن (4-21) منگنی دکھائی گئی ہے ۔

محترم قارئین! مروج منگنیاں بھی تو ا یک عہد نامہ اور ایگریمنٹ ہی ہیں جنکو قرآن حکیم نے وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا (4-21) سے تعبیر فرمایا ہے اہل علم لوگ سب جانتے ہیں کہ اخذ میثاق یعنی عہد پیمان انبیاء علیھم السلام اور قوموں سے خود اللہ نے بھی کئی سارے لئے ہیں مطلب کہ عہد اور میثاق نا بالغ بچوں کا کھیل تماشا نہیں ہے جس کو علم حدیث بنانے والوں نے شادیوں اور نابالغ بچوں کے نکاحوں کے معاملوں میں روایات کے انباروں میں لایا ہے۔ اس سے خلاصہ یہ ہوا کہ قرآنی اصطلاح اشد یعنی جسمانی بلوغت کے لئے پکی عمر اور شعوری بلوغت کے لئے رشد کی اصطلاح سے نکاح کی عمر معین اور معلوم ہوجاتی ہے اگر قرآن سال کا عدد بتاتا تو عمل کرنے میں کئی ساری امامی رکاوٹیں کھڑی کردی جاتیں۔

عورت اکیلے سرکمانے اور معاشی عمل کرنے کا حق رکھتی ہے

وَلاَ تَتَمَنَّوْاْ مَا فَضَّلَ اللّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (4-32) اس آیت کریمہ میں مردوں اور عورتوں کے حق کسب اور حق اکتساب کو مستقل علحدہ اور سیپریٹ طور پر تسلیم کیا گیا ہے نیز ایک دوسرے کی کمائی ہوئی آمدن میں ولاتتمنو ا فرماکر دخل اندازی سے بھی روکا ہے۔

گھروں اور عیال کے اخراجات کا بوجھ مردوں پر ہوگا

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ (34-4) اس آیت کریمہ میں گھریلو اخراجات کی ذمہ داری صاف طورپر مردوں کے ذمہ پر عائد کی ہوئی ہے لیکن کئی سارے قرآن سے ناواقف روایت پرست مترجمین قرآن نے آیت کریمہ کے لفظ قوامون کا ترجمہ حاکم کیا ہے جو کہ سراسر غلط ہے اس دلیل کے ساتھ کہ قرآن حکیم میں حاکمین حکام، یحکم تحکم پچاس بار سے زائد استعمال ہوا ہے تو پھر اللہ عزوجل نے اسی قرآنی لفظ حاکم کو استعمال کرنے کے بجاء اس جگہ قوامون کا لفظ استعمال کیوں کیا؟مطلب کہ یہ آیت کریمہ (34-4) میں الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءکی معنی ہے کہ مرد لوگ قائم کرنے والے ہیں، اخراجات گھریلو کا بندوبست کرنے والے ہیں، اسی معنی کا ثبوت اور دلیل اگلا جملہ بھی کررہا ہے کہ وبما انفقوا من اموالھم یعنی مردوں کا یہ انتظام ان کے اموال کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے، لیکن ہم اگر امامی روایات کے تابع قوامون کی معنی عورتوں پر حاکم اور تھانیداری کی کریں گے تو پھر اس کے لئے اگلے جملہ میں بتائے ہوئے اخراجات کے انفاق سے عورتوں پر حاکم بننے کے لئے وہ کیونکر خرچ ہوں گے یعنی گھرکی عورتوں پر حاکمیت کے لئے پئسے خرچ کرنے کی ضرورت تو نہیں پڑیگی۔

قرآن حکیم میں ملا شیرانی کے کہے کے برعکس شوہروں کو بیویوں کی پٹائی کرنے کا کہیں بھی ذکر نہیں

اسی آیت کریمہ کے دوسرے حصہ وَاللاَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُواْ عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا (34-4) میں لفظ واضربوھن کی معنی اکثر مترجمین قرآن نے پٹائی کرنا اور مارنا کی ہے خود میں نے بھی جن دنوں تک قرآن حکیم کو تصریف آیات کے ہنر سے پڑھنا اور سمجھنا شروع نہیں کیا تھا ان دنوں تک واضربوھن کی معنی پٹائی کرنا ہی سمجھتا تھا کچھ عرصہ پہلے میں اپنے پڑوسی دوستوں لالہ حسن ایڈوکیٹ اور آدم ملک کی معرفت عورت فائونڈیشن کی کراچی کی آفیس میں فائونڈیشن کی سربراہ محترم انیس ہارون سے ملاتھا اس دوران محترمہ نے مذکور آیت پڑھکر بڑازور دیکر فرمایا کہ میں اللہ سے جتنا کہ وہ رحیم وکریم ہے ہرگز یہ توقع نہیں رکھتی کہ وہ شوہروں کے ہاتھوں ہم عورتوں کی پٹائی کرائیگا اور آیت کریمہ میں لفظ واضربوھن کی معنی کوئی مارپٹائی ہوسکتی ہے ساتھ ہی محترمہ نے مجھے کہا کہ بوہیو صاحب یہ تو میرا اللہ ارحم الراحمین کیلئے وجدان ایسے سوچتا ہے باقی لفظی تحقیق آپ جانیں، میں وہیں کے وہیں محترمہ کے اللہ سے لگاء اور عقیدت بھری محبت کے الفاظ سن کر یقین کر بیٹھا کہ واقعی لفظ واضربوھن کی معنی پٹائی کرنے کے بجاء اور بھی ہوسکتی ہے پھر وہیں کے وہیں عزم کیا کہ میں اپنے گھر پہنچوں اور پہلی فرصت میں تصریف آیات کی رہنما کتاب المعجم المفہرس یعنی قرآنی الفاظ کے کئٹلاگ میں اس معنی کو دیکھوں گا پھر گھر پہنچتے ہی جو دیکھا کہ پورے قرآن میں لفظ ضرب جو مختلف صیغوں میں استعمال ہوا ہے وہ کل اٹھاون بار ہے جن میں سے باون بار استعمالات کی معنی بیان کرنا، سفر کرنا، بندکرنا، چادر اوڑھنا، پاؤں زمین پر زور سے مارنا، تلاش

کرنا، جڑی بوٹیوں سےمعجون بنانا، مسلط کرنا وغیرہ ہے اور چھ بار کے استعمالات کی معنی دوبار مرجانے کے بعد آخرت میں ملائکوں کا کافروں کو مارنا ہے، تین بار انقلاب دشمن کفار کو میدان جنگ میں مارنا، ایک بار جناب ابراھیم علیہ السلام کا پتھر کے بتوں کو مارنا، مذکور ہے ، اب کوئی بتائے کہ کیا بیوی کافر ہے؟ یا پتھر کا بت ہے؟ آیت کریمہ میں جو الفاظ ہیں کہ وَاللاَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّیعنی جن عورتوں کے مشتعل ہوجانے اور بھڑک اٹھنے کا آپ کو خوف ہو تو پہلے ان کو نصیحت کرو اس سے معاملہ نہ بنے تو بسترے منجیاں جدا کریں جبکہ وہ نارمل حالات میں بھی جدا ہوتی ہیں لیکن ان کے بارے میں اب انہیں بیان کرکے سمجھائیں بھی کہ اب کی بارمیری اور آپ کی یہ بستروں کی جدائی ہمیشہ کے طرح کی نہیں ہے یہ تیری چڑچڑا پن اور مشتعل مزاجی کی وجہ سے ہے اگر اس جدائی پر بھی آپنے اپنی شوخی کو ختم نہیں کیا تو تیسری راہ مستقل علحدگی کے سوا کچھ بھی نہیں بچتی، مجھے قارئین احباب سے امید ہے کہ وہ قرآن کے فلسفہ نصیحت کو سمجھ سکے ہوں گے اور جب میں نے تصریف آیات کے ہنر سے الفاظ قرآنی کنٹلاگ کی مدد سے ضرب کی معنی نکالی تو مجھے عورت فائونڈیشن کی سربراہ محترمہ انیس ہارون کی اللہ سے محبت اور عقیدت سچی اور خالص سمجھ میں آئی ۔اللہ ہم مولویوں کو بھی اپنی ایسی محبت اور عقیدت عطا فرمائے جو ہم قرآن کو اغیار کی عینک کے بجاء اللہ کی سکھائی ہوئی تفصیل (1-11) سے پڑھیں اور سمجھیں، ویسے آیت کریمہ (4-34) کے جملہ واھجروھن فی المضاجع واضربوھن کے لفظ واضربوھن کی معنی بیویوں کی پٹائی کرنے کا رد قرآن حکیم کی اسی سورت کی آیت (4-19) بھی کر رہی ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ النِّسَاء كَرْهًا (4-19) یعنی اے اسلامی نظریاتی کائونسل کے چیئرمین ملا شیرانی جیسے قرآن دشمن حکمرانو! اے دنیا کو امن دینے کے ذمہ دار لوگو! خبردار آپ کے لئے یہ ہر گز بھی حلال نہیں ہے کہ آپ عورتوں پر اپنی مالکی کو جبر کے ساتھ مسلط کرو ۔کئی لوگ مجھ سے میری شکایت کرتے ہیں کہ میں امامی علوم کے علمبرداروں کے شان میں گستاخی کرتا ہوں ایسے معترض حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بتائیں کہ قرآن کو امامی روایات اور فقہوں کے تابع بنانے کاان لوگوں کو کس نے ٹھیکہ دیا ہے جو یہ لوگ دعویٰ سے کہتے رہتے ہیں کہ ان کی والی حدیثوں کے بغیر قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا۔جبکہ خود جناب رسول علیہ السلام کو اللہ عزوجل کا آرڈر ہے کہ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ (45-50) یعنی دنیا والوں کو قرآن کے قوانین سے نصیحت کیا کریں اور وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (44 تا 47-69)یعنی اگر بناتا (یہ رسول) ہمارے معاملہ میں کوئی حدیثیں اپنی طرف سے تو پکڑتے ہم اسے طاقت کے ساتھ پھر کاٹ دیتے ہم اسکی رگ حیات ،پھر کوئی ایک بھی نہ ہوتا تم میں سے اسے چھڑانے والا۔ اس آیت کریمہ کی معنی صاف ثابت ہوئی کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام نے قانون سازی کیلئے قرآن کے سواء کوئی ایک بھی حدیث اپنی طرف سے جاری نہیں فرمائی۔

عورت مرد کی طرح حکمران بن سکتی ہے

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَـئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (71-9) جان لینا چاہیے کہ اس آیت کریمہ میں مرد مؤمنون اور عورت مؤمنات کو ایک دوسرے کا ساتھی دوست اور ولی وارث کہنے کے بعد ان کے شان میں يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ فرمایاگیا ہے جس کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ یہ مؤمن مرد اور مؤمن عورتین حاکم ہیں افسر ہیں مزید اگلا جملہ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ یہ بھی قرآن کی بولی میں حکمرانوں کے شان میں بولا جاتا ہے جس کا ثبوت قرآن سے ملاحظہ فرمائیں کہ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (41-22) خلاصہ یعنی جن لوگوں کو ہم تمکن دیں زمین میں یعنی اقتدار دیں تو انکی ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ ایسا نظام قائم کریں جس سے رعیت کو سامان پرورش دیں اور نیک کاموں کا حکم کریں اور برائیوں سے منع کریں پھر انجام احوال اللہ کے حوالے ہے یعنی پھر بہتر نتائج کے لئے پرامید ہوں اور جاننا چاہیے کہ مؤمن اور آمنوا کی قرآنی اصطلاحات کی ایک معنی امن دینے والا بھی ہے جوکہ یہ شان اور ذمہ داری صرف حکمرانوں کی ہی ہوسکتی ہے مطلب کہ آیت مذکورہ میں عورت اور مرد حکمرانی کے استحقاق میں دونوں برابر ہیں۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کے ادارے از روء قرآن قائم کرنا جائز ہے

اوپر کی سورت توبہ کی آیت نمبر 71 میں اللہ عزوجل نے مردوں اور عورتوں کا سرکاری آفیسوں میں اکٹھے کام کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جس میں مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو قرآن حکیم نے بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ یعنی ایک دوسرے کا دوست اور مددگار بھی قرار دیا ہے۔ نیز اسی آیت کریمہ سے مردوں اور عورتوں کی مشترکہ سرکاری دفاتر کی ڈیوٹیوں اور مشاغل کی طرح ہی تو تعلیمی سوسائٹیوں کا معاملہ ہے۔ سو جس طرح سرکاری ڈیوٹیوں میں مخلوط طور پر آفیسوں میں کام کیا جاتا ہے بیٹھا جاتا ہے اسی طرح تعلیمی اداروں میں بھی مشترکہ اور مخلوط درس و تدریس پڑھی پڑھائی جاسکتی ہے۔

پردے سے متعلق قرآن حکیم میں کوئی بھی ایک آیت نہیں اتری

علم روایات کے ٹھیکہ داروں نے جو آیت کریمہ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاء حِجَابٍ (53-33) کے حوالہ سے ڈنڈھورا پیٹا ہوا ہے کہ اس آیت کریمہ میں عورتوں کیلئے لباس کے حوالہ سے پردہ کا حکم دیا ہوا ہے یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ اس آیت کریمہ میں حکم ہے کہ جب آپ میں سے کوئی جناب رسول علیہ السلام کے گھر سے یا کسی بھی ایکس وائی زیڈ کے گھر سے کوئی سامان ضرورت طلب کرنے جائے تو ان کے گھر کے

مقابل یعنی اندر گھر کے آمنے سامنے دروازہ پر کھڑا نہ ہو، بلکہ اہل خانہ کی پرائیویسی کا لحاظ رکھتے ہوئے دروازہ کی دیوار کے اوٹ میں کھڑا ہوکر سامان طلب کرے ۔مطلب کہ کپڑوں اور لباس کے حوالہ سے پردہ کرنے کی معنی اس آیت کریمہ سے اخذ نہیں کی جاسکتی جہانتک گھروں سے باہر بازار ااور درسگاہوں وغیرہ کی بات ہے تو اس کے لئے قرآن حکیم میں اکیلی عورتوں کو حکم دینے کے بجاء مردوں اور عورتوں کو مساویانہ طور پر حکم دیا گیا ہے کہ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (24-30) وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ (24-31) ان دوعدد آیتوں کا ترجمہ ہر کوئی اپنے گھروں میں موجود باترجمہ قرآن میں پڑھے کہ مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر گھروں سے باہر نکلتے وقت حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظروں کو جھکا کرچلیں اس حکم میں غض بصر کے الفاظ یعنی نظروں پر کنٹرول کا حکم مرد و عورت دونوں کے لئے برابر والا ہے جن میں خاص عورتوں کے لئے کوئی بھی تخصیص نہیں ہے۔ اور حجاب دیوار کی اوٹ کو کہا گیا ہے۔

عورتوں کے لئے قرآن میں آداب لباس

آیت کریمہ (24-31) میں لباس زینت سے مزین یعنی سنگھار والالباس پہننے کی کوئی منع نہیں کی گئی اسکی اجازت ضرور ہے لیکن اسکی نمائش کی منع کی گئی ہے یعنی سواء جملہ عورتوں کے اور اپنے خاندان کے مرد افراد کے جن کا مکمل تفصیل قرآن حکیم نے اسی آیت کریمہ میں دے دیا ہے اور جب کوئی عورت بازار یا درسگاہ کو جائے تو قرآن حکیم نے اس کی بھی تعلیم دی ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ (33-59) یہاں کپڑوں جو زینت کی سلائی وغیرہ میں جا ذبیت کے پھول وغیرہ ہیں ان کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ باہر نکلتے وقت انکے اوپر چادر اوڑھ کر نکلیں ایسے انداز سے کہ مونہہ بند نہ ہو اور مونہہ کھلا رکھنے میں فائدہ یہ ہوگا کہ وہ عورت پہچانی جائیگی جس سے کوئی لچا لفنگا آدمی اس سے کسی قسم کی چھیڑ خانی نہیں کریگا۔ اگر مذہبی ٹھیکیدار لوگوں کے کہے مطابق برقعہ ہی حل ہے عریانی سے بچانے کا تو لفنگوں کی زد سے برقعہ والی عورتیں آج تک کہاں محفوظ رہ سکی ہیں۔ بند برقعوں میں تو فاحشہ عورتوں کو اپنے مردوں کی نظروں سے بچکر جانے کی بھی سہولتیں میسر ہیں، کئی بدکار مردوں کے متعلق خبر ملی ہے کہ انہوں نے جب کوئی کال گرل منگائی تو وہ انکی پردہ دار بیوی ہی نکلی ،اسی لئے قرآن حکیم نے فرمایا کہ مونہہ کھول کر نکلنے کے بعد اس عورت کی پہچان ہوگی اور پہچان ہی ایذاءرسانی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

قرآن نظام معاشرت ومملکت کی سیاسی و منشوری کتاب ہے

قرآن حکیم کو اللہ عزوجل نے بڑے لاجواب طریقوں سے کمپوز کیا ہے جو کوئی بھی غلط کار اگر اس کی غلط معنی کرے تو پکڑا جائے خاص اسی وجہ سے سامراج کی ایجنٹ مذہبی پیشوائیت نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ قرآن بغیر ان کی والی بنائی ہوئی احادیث کے سمجھ میں نہ آنے والی کتاب ہے ہاں اس کتاب کو بن سمجھے ثواب کمانے کے لئے

پڑھو اور اپنے مرے ہوئے باپ دادوں کے ایصال ثواب کی خاطر پڑھو اور مسائل حیات کے لئے صرف ان کی حدیثیں پڑھو۔

چوروں کو پکڑوانے میں قرآن کا کمال

سورت بقرہ کی صیام سے متعلق آیت کریمہ وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلاَ تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (187-2) یہاں حکم دیا گیا ہے کہ جب آپ اپنی آفیسوں کے اندر کسی اسپیشل اور ایمرجنسی ڈیوٹیوں میں دن و رات مصروف ہوں تو گھروالیوں سے مباشرت نہ کریں سوچا جائے کہ آیت کریمہ کی یہ معنی تو جب سمجھ میں آئے گی جب کوئی سورت توبہ کی آیت نمبر 71 کو غور سے پڑھے جس میں فرمایا گیا ہے کہ مؤمن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی ساتھی اور دوست ہیں جو یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر یعنی امور حکمرانی کے معروف قوانین کے نفاذ کے اور برائیوں سے روکنے کے احکام دیتے ہیں انہیں مشترکہ طور پر سرانجام دیتے ہیں، جس سے رعیت کو مطلوبہ سامان پرورش دے سکیں، مطلب یہ ہوا کہ اگر مرد اور عورتیں سرکاری دفاتر میں نوکری کرتے ہوں اور ان میں اگر شوہر اور ان کی بیویں بھی ایک ساتھ نوکری کرتے ہوں تو ان کے لئے اللہ نے سورت بقرہ کی آیت نمبر 187 میں حکم دیا ہے کہ مثال کے طور پر بجٹ بنانے کے مہینے میں جو دن و رات چوبیس گھنٹے آفیس میں رہنا پڑتا ہے اور ملازمین کو کھانا بھی آفیسوں میں دیا جاتا ہے تو اس کام کو قرآن کی عربی میں عکف اور عاکف کے الفاظ دئے گئے ہیں جسکی معنی ہے الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانا اور گتھیوں کو کھول کر سہل بنانا وغیرہ سو ایسی صورتحال میں حکم دیا گیا ہے کہ عاکفین افسران اگر ان کی بیویاں بھی ان کے ساتھ آفیسوں میں ہوں تو ان کے ساتھ وہ مباشرت نہ کریں یہاں یہ با ت بھی خیال میں رہے کہ مسجد مساجد کی معنی ہے سرکاری دفاتر یعنی جس جگہ سے جاری ہونے ولے احکامات اوامرونواہی کی اطاعت کے لئے تعمیل کیلئے جھکا جائے مسجد اور سجدہ کی یہ معنی قرآن حکیم نے خود سکھائی اور سمجھائی ہے حوالہ ملاحظہ فرمائیں (49-50-16) میں نے جو گذارش کی کہ قرآن علم چوروں یعنی قرآن کی معانی میں خیانت کرنے والوں کو خود پکڑواتا ہے، تو جن لوگوں نے قرآن کے اصطلاحی لفظ مسجد کی معنی موجودہ مروج نمازیں پڑھنے کی جگہ قرار دی اور اعتکاف کی معنی کی ہے کہ مسجد کے اندر چادروں کے ذریعہ اپنی چیمبر بناکر پوجا وغیرہ کرے تو اس معنی کو سورت توبہ کی آیت نمبر 71 نے جھوٹا بنادیا، وہ اس طرح کہ کوئی بھی آدمی جو ان کے والے اعتکاف میں بھی ہووہ اپنی گھروالی کو محلہ کی مسجد میں بلاکر اپنی چادروں والی چوکور چیمبر میں اس کے ساتھ مباشرت یعنی جماع نہیں کریگا مطلب کہ اس آیت کریمہ (187-2) نے اپنے قرآنی الفاظ مسجد اور اعتکاف کے معانی کے اندر ان حدیث سازوں نے جو معنوی خیانت کی ہے اس کا بھانڈا پھوڑدیا۔